مکاتیب

(۱)

لندن، ۷/اپریل ۲۰۰۷ء

محترم مولانا راشدی دام لطفہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

پچھلے چار مہینے ہندوستان میں گزرے۔ گزشتہ ہفتے واپسی ہوئی تو یہاں مارچ کا الشریعہ دیکھا۔ ''اسلام کے نام پر انتہا پسندی'' کا جو قصہ ''کلمہ حق'' میں رقم کیا گیا ہے، اس سے یہ صدر نج تصدیق ہوئی کہ روزنامہ جنگ وغیرہ سے جو صورت اور نوعیت اس قصہ کی سامنے آرہی ہے، وہ ٹھیک ہی ہے۔ مگر معاملہ کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے اور اس کے بارے میں آپ کا جو شدید احساس و اضطراب تحریر میں نمایاں ہے، اس کو دیکھتے ہوئے ''کلمہ حق'' کا حق ادا ہوتا نظر نہیں آیا۔ یہ اگر واقعۃً ''افسوسناک انتہاپسندی'' ہے تو پھر صرف ''افسوسناک'' کہہ کے چھوڑ دینے سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے قلم انتہاپسندی کے دباؤ میں آیا ہوا ہے اور پورے اظہارِ حق کا یارا نہیں ہو رہا۔ کیا اسے مایوس کن علامت کہنے کی اجازت دیں گے؟ اگر الشریعہ اور شریعہ کونسل کا سکریٹری جنرل بھی صاف یہ نہ کہے گا کہ یہ شریعت کے نام پر اٹھائے جانے والا قدم شرعی ہے یا غیر شرعی، تو پھر اور کون اپنے ذمہ اس اظہارِ حق کا حق سمجھے گا؟

آپ نے وفاق المدارس کی پوری قیادت کے اسلام آباد آنے اور بھرپور کوشش کے بعد ناکام لوٹ جانے کا بھی ذکر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ کہ اس قیادتِ علیا نے اپنے لئے بے بسی کی حیثیت کو قبول کر لیا۔ یہ اور زیادہ اضطراب انگیز بات ہے۔ آخر یہ لال مسجد کے خطیب کون بزرگ ہیں جو شریعت کی بابت اپنے فہم کے مقابلہ میں کسی اور کی بات سننے کو تیار نہیں؟ مگر وہ شاید زیادہ قابلِ الزام نہ ہوں اس لئے کہ ان کا جو مطالبہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا ہے، اس سے بقول آپ کے ''ملک بھر کے دینی حلقوں نے اصولی طور پر اتفاق کا اظہار کیا ہے۔'' اس اصولی اتفاق کی سند ملنے کے بعد وہ اگر سمجھیں کہ وہ جو کر رہے ہیں، ٹھیک ہی کر رہے ہیں، تو کچھ زیادہ دوش انھیں کیوں کر دیا جا سکتا ہے؟ مولانا، کیا واقعی آپ بھی سمجھتے ہیں کہ جس سیاق و سباق میں یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا، اُس سیاق و سباق میں بھی اسے اصولی اتفاق کی سند مل جانی چاہئے تھی؟ سیاق و سباق سے میرا مطلب، حکومت کے خلاف غصہ میں بچوں کی ایک لائبریری پر قبضہ (جسے پتہ نہیں کون سی اسلامی شریعت جائز رکھتی ہے؟) اور اس قبضہ سے دستبرداری کے لئے مطالبہ کہ اسلامی نظامِ شریعت کا نافذ کیا جائے، جیسا کہ آپ